السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

چند عورتیں آپس میں امام مقتدی بن کر عید کی نماز پڑھ سکتی ہیں یا نہیں اور یہ کن اماموں کے نزدیک جائز و ناجائز ہے ؟ صراحت کے ساتھ مطلع فرمائیں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

پڑھ سکتی ہیں جیسا کہ حاکم نے مستدرک میں اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں اور امام محمد نے کتاب الآثار میں روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرض نمازوں میں تراویح میں عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں ۔[1]

اسی طرح عبد الرزاق وابن ابی شیبہ نے اپنے اپنے مصنف میں اور امام شافعی نے اپنی مسند میں روایت کی ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی عورتوں کی امامت کرتی تھیں[2]

روی أبو داود أیضاً عن الولید بن عبد اللہ بن جمیع قال حدثتني جدتي وعبد الرحمن بن خلاد الأنصاري عن أم ورقة بنت نوفل :

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا فِي بَيْتِهَا وَجَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ لَهَا وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا[3]

ورواه الحاكم في المستدرك ولفظه امرها ان تؤم اهل دارها في الفرائض [4]
وقد احتج مسلم بالوليد بن جميع وقال المنذري في مختصره الوليد بن جميع فيه مقال وقد احتج به مسلم وقال ابن القطان في كتابه الوليد بن جميع وعبد الرحمان بن خلاد لا يعرف حالهما قلت ذكرهما ابن حبان في الثقات وروى عبد الرزاق في مصنفه عن ابن عباس قال : تؤم المراة النساء تقوم وسطهن [5]

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ولید بن جمیع سے بیان کیا ہے انھوں نے عبد الرحمٰن بن خلاد سے روایت کیا ہے انھوں نے ام ورقہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہاں اس کے گھر میں ملنے کے لیے آیا کرتے تھے اور اس کے لیے ایک موذن مقرر کر رکھا تھا جو اس کے لیے اذان دیتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرایا کرے ۔ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں اسے روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی فرائض میں امامت کرایا کرے ۔"امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ولید بن جمیع سے حجت پکڑی ہے علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مختصر میں فرمایا ہے ولید بن جمیع پر کلام ہے جب کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے احتجاج کیا ہے ابن القطان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں کہا ہے ولید بن جمیع اور عبد الرحمٰن بن خلاد کا حال معلوم نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مصنف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ عورت عورتوں کی امامت کرائے اور وہ ان کے وسط میں کھڑی ہو ۔یعنی مرد امام کی طرح آگے بڑھ کر کھڑی نہ ہو)

یہ سب روایتیں "نصب الرایۃ لاحادیث الھدایۃ" (ص 111) سے نقل کی گئی ہیں ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں آپس میں امام ومقتدی بن کر فرض نماز بھی اور غیر فرض بھی پڑھ سکتی ہیں اور جب فرض اور غیر فرض دونوں قسم کی نمازیں اس طرح پڑھ سکتی ہیں تو عید کی نماز کیوں نہیں پڑھ سکتیں ؟ عید کی نماز بطریق اولیٰ پڑھ سکتی ہیں صحیح بخاری میں ہے ۔

باب إذا فاته العيد يصلي ركعتين وكذلك النساء ومن كان في البيوت والقرى لقول النبي صلى الله عليه وسلم هذا عيدنا أهل الإسلام[6]

(اس بارے میں باب کہ جب آدمی کی نماز عید رہ جائے تو وہ دو رکعتیں ادا کرے اور عورتیں بھی ایسا ہی کریں اور وہ لوگ بھی جو گھروں اور بستیوں میں ہوں اس کی دلیل نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے یہ ہماری اہل سلام کی عید ہے)

فتح الباری (533/4) میں ہے ۔

وأشكلت مطابقته للترجمة على جماعة .وأجاب ابن المنير بأن ذلك يؤخذ من قوله - صلى الله عليه وسلم - إنها أيام العيد فأضاف نسبة العيد إلى اليوم فيستوي في إقامتها الفذ والجماعة والنساء والرجال ، قال ابن رشد : وتتمته أن يقال إنها أيام عيد أي لأهل الإسلام بدليل قوله في الحديث الآخر عيدنا أهل الإسلام ولهذا ذكره البخاري في صدر الباب ، وأهل الإسلام شامل لجميعهم أفرادا وجمعا ، وهذا يستفاد منه الحكم الثاني لا مشروعية القضاء ، قال : والذي يظهر لي أنه أخذ مشروعية القضاء من قوله فإنها أيام عيد أي أيام منى ، فلما سماها أيام عيد كانت محلا لأداء هذه الصلاة ؛ لأنها شرعت ليوم العيد فيستفاد من ذلك أنها تقع أداء وأن لوقت الأداء آخرا وهو [ص : 551] آخر أيام منى .قال : ووجدت بخط أبي القاسم بن الورد : لما سوغ - صلى الله عليه وسلم - للنساء راحة العيد المباحة كان آكد أن يندبهن إلى صلاته في بيوتهن فتح قوله في الترجمة "وكذلك النساء "مع قوله في الحديث دعهما فإنها أيام عيد .

(اہل علم کی) ایک جماعت کو مذکورہ بالا حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت مشکل محسوس ہوئی جس کا جواب ابن المیز نے یہ دیا ہے کہ یہ مطابقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے نکالی جائے گی ۔ "بلاشبہ وہ ایام

عید ہیں۔ "چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نسبت یوم کی طرف کی ہے پس اس کو قائم کرنے میں اکیلا آدمی اور لوگوں کی ایک جماعت عورتیں اور مرد سب برابر ہیں ابن رشید نے کہا ہے کہ اس کا تتمہ یہ ہے کہ کہا جائے کہ یقیناً وہ ایام عید ہیں یعنی اہل سلام کےلیے اس دلیل کے ساتھ کہ دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے "ہم اہل اسلام کی عید "اسی لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے باب کے شروع میں ذکر فرمایا ہے اہل اسلام کا لفظ ان کے تمام افراد اور پوری جماعت کو شامل ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ابوالقاسم بن الورد کے ہاتھ سے لکھا ہوا پایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کےلیے مباح راحت عید کو جائز قرار دیا تو تاکیدی بات یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ان کے گھروں میں نماز عید پڑھنے کا حکم دیتے لہذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمۃ الباب میں یہ لفظ "وکذلک النساء" (اور اسی طرح عورتیں) حدیث کے الفاظ :

«دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا يَوْمُ عِيدٍ»

(ان کو (جہادی ترانے پڑھتی ہوئی) چھوڑدو بلا شبہ یہ یام عید ہیں) کے مطابق ہوجاتا ہے۔ کتبہ : محمد عبداللہ (3/محرم 1335ھ)

---

[1]۔ مخفی نہ رہے کہ اس امر کا خیال و لحاظ ضروری ہے کہ مقلدین کے پیچھے نماز درست و صحیح ہے یا نہیں ؟ اگر درست و صحیح ہے اور بایں ہمہ وہ اہل حدیث کی مزاحمت نہیں کرتے بلکہ شامل ہونا چاہتے ہیں تو اس صورت میں اہل حدیث کو ان کے ہمراہ نماز عیدین قائم و ادا کرنا علیحدہ جماعت قائم کرنے سے اولیٰ و افضل ہے اور اس کے دلائل وہی ہیں جو علامہ مفتی صاحب نے تحریر فرمائے ہیں پس واضح ہو کہ مقلدین میں دو قسم کے اشخاص پائے جاتے ہیں ایک تو وہ کہ التزام شرک میں بتلا ہیں جیسے قبروں کا عرس کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعتقاد و علم غیب اور آپ کی روح مبارک کے متعلق یہ کہ وہ ایک وقت میں مقامات مختلفہ میں دور و نزدیک حاضر ہو سکتی ہے اور امور منصوصہ متفق علیہا کی مخالفت مثلاً کسی امر کی حرمت منصوصہ متفق علیہا ہے اور اس کو حلال قرار دینا ایسے اشخاص مشرک ہیں ان کے اعمال دنیاوی و دینی لحاظ سے سب ضائع و باطل ہیں جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ... ٢٢ ... سورة آل عمران

ایسوں کے ساتھ جماعت قائم کرنا یا ان کے پیچھے نماز ادا کرنا ہر گز درست نہیں دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو التزام شرک میں بتلا نہیں اور امور شرکیہ مذکورہ بالا سے اسی طرح نفرت کرتے ہیں جس طرح اہلحدیث ہر چند امور اجتہاد میں تقلید کو ضروری قرار دیتے ہیں لیکن اپنا اعتقاد اس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث سب اقوال پر مقدم ہیں اگر ان کا عمل اس اعتقاد کے خلاف پایا گیا تو عملی حالت قابل ملامت ہوگی نہ کہ اعتقاد۔ ایسے اشخاص بہت کم ہیں جن کی حالت عملی قابل ملامت نہ ہو اور افسوسناک ایسے اشخاص کے پیچھے نماز درست ہے یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ مسائل مختلف فیہا جن میں بکثرت اختلاف پایا جاتا ہے اس سے نہ افراد اہل حدیث خالی ہیں نہ دیگر اشخاص لیکن اس اختلاف کا منشا اگر فہم و تحقیق کا مختلف اور جدا جدا ہونا ہے تو قابل ملامت نہیں ہوسکتا کیوں کہ صحابہ و تابعین و غیرہم میں بھی ایسے اختلاف اور ایسی صورت پائی گئی اور اگر خدا نخواستہ حیلہ سازی و ابلہ فریبی ہے تو قابل طعن و تشنیع ہے کیوں کہ یہ منافقانہ و مفسدانہ کاروائی ہے اور اس کی شناخت یوں ہو سکتی ہے کہ جب کسی موقع پر ظاہر کیا جائے کہ فلاں فلاں مسائل مختلف فیہا میں ہر فریق اپنی تحقیق کے موافق اپنے دلائل پش کرے اور دعوی پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو جو شخص حیلہ ساز و ابلہ فریب ہوگا وہ بالائی کاروائی اور حیلہ و حوالہ سے کام لے گا اور دعوے کو مدلل نہ کر سکے گا۔ اور جو ایسا نہ ہوگا وہ دلائل پش کرے گا پس اگر فہم و تحقیق سے اختلاف پیدا ہوا ہے تو ایسے اشخاص کے پیچھے نماز ادا کرنا صحیح و درست ہے اور حیلہ ساز و ابلہ فریب کے پیچھے نماز ادا کرنا ان کی حیلہ سازی پر سہارا لگا کر امداد کرنا ہے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ... ٢ ... سورة المائدة

قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

اس کی سند میں انقطاع ہے دیکھیں المطالب العالیہ (139/8) العاجز عبدالجبار عمر پوری کان اللہ لہ (یہ فتوی الگ ورق پر منقول تھا جس پر مولانا عبدالجبار صاحب کا جواب بھی مع دستخط و مہر درج تھا اس سے یہاں نقل کر لیا گیا)

[2]۔ مصنف عبدالرزاق (140/3) مصنف ابن ابی شیبہ (430/1) نیز دیکھیں تمام المنۃ (ص 153)

[3]۔ سنن ابی داؤد رقم الحدیث (592)

[4]۔ المستدرک (320/1)

[5]۔ مصنف عبدلرزاق (40/1)

[6]۔ صحیح البخاری (334/1)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب